Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ ۱۸ جنوری ۲۹ء کو لاہور سے قبل از نماز جمعہ تشریف فرمائے دارالامان ہوئے۔ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا +

چند دن ہوئے۔ سکھوں نے جن کی تعداد قادیان میں بہت ہی قلیل ہے۔ جھٹکہ کیا۔ جس پر غیر احمدی مسلمانوں نے بہت برا منایا۔ پولیس میں اطلاع ہوئی جس پر پولیس نے سکھوں کو تاحصول اجازت جھٹکہ کرنے سے روک دیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مسلمانوں نے ذبیحہ گائے کا سوال اُٹھایا۔ ان معاملات کے متعلق قادیان کے ہندوؤں کا ایک وفد حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا۔ اور پھر ۱۸ جنوری کو قادیان میں پیش ہوا۔ ۱۹ جنوری سکھوں کے وفد کو حضور نے شرف باریابی بخشا +

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب کی جگہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے ہیں ۔ اور جناب قاضی صاحب کے نائب ناظر دعوت و تبلیغ کا عہدہ سپرد کیا گیا ہے +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ لاہور میں

۱۴ جنوری ۵ بجکر ۴۵ منٹ بعد دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ سلسلہ احمدیہ کی ترقی وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد حضور مسجد احمدیہ واقعہ بیرون دہلی دروازہ میں تشریف لائے جہاں احمدیہ جماعت لاہور کے احباب کی کثیر تعداد اور بعض بیرونی اصحاب بھی حضور سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے جمع تھے۔ حضور نے سب کو مصافحہ کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور پھر فرش مسجد پر بیٹھ گئے۔ چونکہ مجمع زیادہ تھا۔ اور سب احباب حضور کی زیارت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے یہ خواہش کی گئی۔ کہ حضور کرسی پر رونق افروز ہوں۔ لیکن جب کرسی لائی گئی۔ اور حضور سے اس پر بیٹھنے کے لئے عرض کیا گیا۔ تو حضور نے پسند نہ فرمایا۔ احباب کے اشتیاق کو دیکھ کر جب پھر کرسی پر بیٹھنے کے لئے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا۔ میں یہ تو پسند نہیں کرتا۔ کہ سب احباب فرش پر بیٹھے ہوں۔ اور میں کرسی پر بیٹھوں۔ لیکن چونکہ احباب کی خواہش ہے۔ کہ مجھے دیکھ سکیں۔ اس لئے میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اور باوجود اس کے کہ بیماری کی وجہ سے میری صحت کمزور ہے۔ اور میرے لئے تقریر کرنا مشکل ہے۔ مگر احباب کو کچھ سنا بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے کھڑے ہو کر آیت لا یمسہ الا المطھرون کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ اور بتایا۔ قرآن کریم کے اعلےٰ معارف اور نکات انہیں لوگوں پر کھولے جاتے ہیں جنہیں روحانیت حاصل ہو۔ اور جو خدا تعالےٰ کے مقرب ہوں۔ یہ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک خزانہ ایک بہت بڑی نعمت اور برکت ہے۔ جو انسانوں کے لئے نازل کی گئی ہے۔ اس سے وہی مستفیض ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے احکام اپنے اوپر عائد کرے۔ اور خدا سے تعلق پیدا کر کے اس کا مقرب بن جائے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ کسی کا خدا تعالےٰ سے تعلق نہ ہو۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا ہو۔ اور پھر اس نعمت کا وارث بن سکے +

اسی سلسلہ میں حضور نے بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کا جو علم دیا۔ وہ اور کسی کو حاصل نہ تھا حالانکہ اور لوگ ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے۔ نیز حضور نے یہ بھی فرمایا۔ مجھے بھی خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کے ایسے معارف سمجھائے

کہ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھا ہوا ہو۔ اگر قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرے گا۔ تو ناکام رہیگا ٭

ایک گھنٹہ کے قریب حضور نے تقریر فرمائی۔ جو مفصل بعد میں شائع کی جائے گی۔ حضور مغرب اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کی کوٹھی پر بمعہ خدام تشریف لے گئے۔ جہاں کھانا تناول فرمایا ٭

۱۵ ۔ جنوری - جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بعض مسلمان لیڈروں کی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرانے کے لئے سسٹل ہوٹل میں دعوت چاء دی۔ سر شیخ عبد القادر صاحب۔ خلیفہ شجاع الدین صاحب۔ سید محسن شاہ صاحب۔ مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری۔ شیخ نیاز علی صاحب۔ کے علاوہ چند اور اصحاب بھی تشریف لائے۔ اور مسائل حاضرہ پر گفتگو ہوتی رہی یہاں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت اقدس چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی میں تشریف لے گئے۔ جہاں بہت سے احمدی اور دوسرے اصحاب حضور کی ملاقات کے لئے جمع تھے پہلے انفرادی طور پر بعض اصحاب نے ملاقاتیں کیں۔ پھر عام ملاقات ہوئی۔ کالجوں کے بعض طلباء نے مختلف امور کے متعلق خاصکر مسلمانوں کی تعلیم پردہ اور سود کے بارے میں باتیں کیں۔ تین نوجوانوں نے جو محکمہ پولیس میں ملازم ہیں بیعت کی۔ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد حضور چھاؤنی لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں لفٹیننٹ ڈاکٹر خلیفہ تقی الدین صاحب کی طرف سے چند اور اصحاب بھی کھانے کی دعوت پر مدعو تھے ٭

۱۶ ۔ جنوری ساڑھے چار بجے سر شیخ عبد القادر صاحب نے اپنی کوٹھی پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے خدام کو دعوت چاء دی جس میں بعض مقامی معززین بھی مدعو تھے۔ اس کے بعد حضور نے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی پر بہت سے اصحاب کو ملاقات کا موقعہ بخشا۔ اور ایک نکاح پڑھایا۔ خطبہ میں لڑکے لڑکی کی اس آزادی کا ذکر کیا۔ جو اسلام نے ان کے لئے رکھی ہے۔ اور اُن کی خواہش اور رضامندی کو ضروری قرار دیا ہے۔ خطبہ کے بعد تین اصحاب نے بیعت کی ٭

۱۷ ۔ جنوری - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند معزز مسلمانوں سے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی پر ملاقات کی۔ اور دیر تک معاملات حاضرہ پر گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد بعض اور اصحاب کو ملاقات کا موقعہ عطا کیا۔ پھر حضور اس دعوت میں شریک ہوئے۔ جو طلباء احمدیہ ہوسٹل نے حضور کو معہ ہمراہیوں کے دی تھی کھانے سے قبل صوفی غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل نے ایک ایک طالب علم کو حضور کی خدمت میں پیش کر کے انٹروڈیوس کرایا۔ اور حضور ان سے گفتگو فرماتے رہے ٭

۱۸ ۔ جنوری - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ موٹر لاہور سے بٹالہ تک تشریف لائے۔ اور بٹالہ سے شٹل پسنجر پر سوار ہو کر دارالامان پہونچے۔ اور خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا ٭

دین کیلئے زندگی وقف کنندگان کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے مجھے ارشاد پہونچا ہے۔ کہ چھ سات ایسے دین کے لئے زندگی وقف کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ جو گریجوائٹ ہوں۔ یا جلد گریجوائٹ بننے والے ہوں اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں سے جو نوجوان دل اصحاب خدمت دین کے لئے جوش اور تڑپ رکھتے ہوں۔ وہ وقف زندگی کے متعلق فوراً درخواستیں پتہ ذیل پر بھیج دیں۔ مگر شرط یہی ہے۔ کہ درخواست کنندگان گریجوائٹ ہوں۔ یا عنقریب ہونے والے ہوں۔ جن گریجوائٹ احباب نے پہلے زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اپنا نام پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ جلد کوئی ضرورت درپیش ہو ٭

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بیعت خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بس آج تک غیر مبایعین میں شامل تھا میرے نام اخبار پیغام صلح جاری رہا۔ مگر جناب چوہدری غلام احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ پاکپٹن سے تبادلہ خیالات ہوا۔ اور امسال جلسہ قادیان پر جانے کی تحریک ہوئی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ پر پہونچا۔ اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور حضور انور کی تقریر بھی سُنی۔ اور قادیان کے حالات بھی دیکھے۔ مگر افسوس بوجہ قلت وقت بیعت نہ کر سکا۔ اور دل میں ارادہ کیا۔ کہ پھر دوبارہ قادیان حاضر ہو کر بیعت کرونگا۔ مگر ایک دن رات کو خواب دیکھا۔ کہ ایک مکان نہائت اعلےٰ درجہ کا ہے۔ اُس کا فرش بھی بہت عمدہ ہے۔ جناب چوہدری غلام احمد خاں صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان کے پاس گیا۔ اور ذکر کیا۔ کہ بوجہ قلت وقت کے بیعت نہ کر سکا اب ارادہ ہے۔ کہ دوبارہ جا کر بیعت کر آؤں۔ اس پر چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا۔ آپکو ایک منٹ بھی ضایع نہ کرنا چاہیئے اور فوراً بذریعہ تحریر بیعت کر لینی چاہئے۔ کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں۔ اس کے بعد میں پاکپٹن اتفاقاً دورے پر پہونچا۔ اور چوہدری صاحب کے مکان پر حاضر ہوا۔ بیٹھک میں بیٹھتے ہی چوہدری صاحب نے وہی سوال کیا جو خواب میں کیا تھا۔ اور میں نے وہی جواب دیا۔ جو خواب میں دیا تھا۔ چوہدری صاحب فوراً کاغذ لے آئے۔ اور فرمایا۔ ابھی خط لکھدو۔ چنانچہ چوہدری صاحب کی تحریک سے میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں۔ کہ حضور انور کی بیعت کر دوں۔ اس لئے میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتا ہوں آج سے میرا غیر مبایعین سے کوئی تعلق نہیں۔ اور میں ان باتوں کو تائید غیبی سمجھتا ہوں ٭ حضور کا خادم محمد اسمٰعیل اوورسیر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ دیپالپور ضلع منٹگمری

ڈاک خانہ قادیان کی سہل انگاری

"الفضل" کی روانگی میں بلا وجہ توقف

یہ اطلاع پہلے دی جا چکی ہے۔ کہ ۱۵ ۔ جنوری کا تمام الفضل ہم نے وقت مقررہ پر ڈاک خانہ میں پہونچا دیا تھا۔ مگر ڈاک خانہ نے خلاف دستور العمل سابقہ آدھا روک لیا۔ اور اس روز کی ڈاک سے نہ بھجوایا ٭

اس کے بعد ۱۸ ۔ جنوری کے "الفضل" کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا ہے۔ کہ آدھے کے قریب پرچے روک دئیے۔ جو دوسرے روز روانہ کئے۔ اس "الفضل" میں ۴۲۵ پرچے وی۔ پی تھے۔ جو آج تین دن سے ڈاک خانہ میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ آدمی صبح ۸ بجے سے ۵ بجے شام تک ونڈو پر کھڑا رکھا جاتا ہے۔ اور وی۔ پی جو جرنل آف رجسٹرڈ وی پی پر ہم خود ٹک کرتے ہیں۔ اور جن کی پڑتال کے لئے فی سو زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ ڈاک خانہ کے خرچ ہوتے ہیں۔ تین دن میں نہیں بھجوائے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ ۱۸ ۔ جنوری کا "الفضل" ہمارے پانچ چھ سو خریداروں کو ایک دن لیٹ ملا۔ اور یہ ڈاک خانہ کے موجودہ طرز عمل کی وجہ سے ہے۔ اور جن کے نام وی۔ پی تھے۔ ان کو تو اب تک نہیں ملا ہوگا۔ کیونکہ پرچے یہیں رُکے پڑے ہیں

یہ حالات بطور معذرت عرض ہیں۔ ہندو سب پوسٹ ماسٹر کے چلے جانے اور پھر اُسی پہلے سب پوسٹ ماسٹر کے آجانے پر یہ حالات پیش آ رہے ہیں۔ افسران بالا کو جلد ان باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے جو محض تکلیف دہی کے لئے کی جا رہی ہیں ٭

مینیجر الفضل قادیان

مشہور پنجابی شاعر بابا ہدایت اللہ صاحب کا انتقال

میرے والد بزرگوار جناب بابا ہدایت اللہ صاحب عدیم النظیر شاعر پنجابی مورخہ ۱۲ ۔ جنوری بروز ہفتہ بوقت صبح ۷ بجے بعمر ایک سو چار سال اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ نے اپنے بعد ۵ پوتے اور دو پوتیاں چھوڑیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پکے احمدی اور دامن خلافت سے وابستہ ہیں۔ آپنے دو رسالے ایک پنجابی۔ ایک اردو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں لکھے۔ بہ سبب ضعف پیری قادیان جانے سے معذور ہو چکے تھے لیکن بموقعہ عید بقر عید نماز کے لئے تانگہ میں تشریف لیجا کر نماز ادا کرتے تھے۔ باقی تمام نمازیں گھر میں بستر پر ہی ادا کرتے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ مولوی محمد علی صاحب نے خلافت کا انکار کرنے میں غلطی کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ورود لاہور پر ۱۴ جنوری کو یہ معاملہ پیش ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مولوی غلام حسن صاحب اور بابا ہدایت اللہ صاحب کو ہمارے خرچ پر قادیان لایا جائے انہیں وصیت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسا فرما چکے تھے۔ اور یہ بات شہادتوں سے ثابت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۵۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت

فی زمانہ مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن اور خطرناک مصیبت اُن کا داخلی اور اندرونی افتراق ہے۔ اخبارات لیڈر۔ انجمنیں۔ لیگز۔ سوسائٹیاں۔ غرضکہ کوئی اسلامی ادارہ آپکو ایسا نظر نہیں آئے گا۔ جو اس لعنت سے محفوظ ہو۔ اور اس آگ کے اثر سے بچا ہوا ہو۔

تمام سیاسی۔ مذہبی۔ تمدنی۔ تنظیمی۔ تبلیغی یا اصلاحی مجالس پر نظر ڈال جاؤ۔ کوئی بھی ایسی نہ ملے گی۔ جس پر یہ وبائے افتراق بلائے بے درماں کی طرح مسلط نہ ہو۔ اور جس کے افراد سر جوڑ کر کسی نفع کی بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے قابل ہوں۔

رحمۃ للعالمین حضور سرورِ کائنات صلعم نے کامل اخوت کی تعلیم دے کر مسلمانوں کو قومی اور انفرادی ترقی کا ایک بے مثل گر بتایا تھا۔ اور قرآن کریم نے اسے دنیا کی بیش ترین اور سب سے زیادہ قیمتی متاع قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اس کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا تھا۔ فرمایا:۔

ولو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم

لیکن افسوس مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی اور حرماں نصیبی کے باعث ذاتی رنجشوں اور معمولی کاوشوں کو خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی سب سے قیمتی چیز سے زیادہ بیش قیمت قرار دے کر خدا تعالےٰ کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکایا۔ اور اپنی ذلت اور بربادی کے سامان خود اپنے ہاتھوں پیدا کر لئے۔

آج وُہ زمانہ ہے۔ کہ وہ اقوام جن کے مختلف فرقے اور گروہ آپس میں اس قدر اختلافات رکھتے ہیں۔ کہ انہیں ایک جدا گانہ قوم اور علیحدہ مذہب کے نام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ متحد ہونے کے لئے زبردست کوششیں کر رہی ہیں۔ کیونکہ وُہ سمجھ چکی ہیں اس کے بغیر زندگی ایک امر موہوم ہے۔ ہندو قوم کے باہمی اختلافات سے کون واقف نہیں۔ مگر آج وہ نہ صرف آپس میں ہی متحد ہو رہے ہیں۔ بلکہ اچھوتوں کو بھی جنہیں ہندو دھرم سے کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ کھینچ کھسیٹ کر اپنے میں ملانے اور انہیں اپنا جزو ثابت کرنے کے لئے سخت جد وجہد کر رہی ہے۔ چنانچہ کلکتہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت مالوی جی نے جو کٹر براہمن اور پکے سناتن دھرمی ہیں۔ اپنی جگہ مذہبی ہدایات کو نذرِ آتش کرتے ہوئے صاف اعلان کر دیا:۔

"جب تک ہندو جاتی دہرم کی مشترکہ پلیٹ فارم پر اکٹھی نہ ہوگی۔ اور چھوت پن کو اڑا کر اپنے ساتھ نہیں ملائے گی۔ تب تک ان کو پولیٹیکل دھارمک۔ سماجک۔ اور مالی نجات کبھی حاصل نہ ہوگی۔" (ملاپ ۱۳ جنوری)

اسی طرح اخبار ملاپ لکھتا ہے:۔

"ہندو جاتی کی نجات نہیں نہیں ہندوستان کی نجات ہندوؤں کے سنگٹھن میں ہے .... ہندوؤں کے لیڈروں کے اندر سے ہی اور صرف یہی صدا نکلتی ہے۔ کہ ہندوستان کی نجات ہندو سنگٹھن ہی میں ہے۔"

کیا برادرانِ اسلام۔ ہندوؤں کی ان کوششوں۔ ارادوں اور خواہشوں سے کوئی سبق حاصل کرینگے؟ اگر ہندوؤں جیسی قوم جو مسلمانوں سے ہر حالت میں ترقی یافتہ ہے۔ اپنی بلکہ تمام ملک کی نجات ہندو سنگٹھن میں مضمر سمجھتی ہے۔ تو انھیں خیال کرنا چاہئیے کہ وہ باہیں جہالت و افلاس اتحاد سے تغافل برت کر اتفاق سے منہ موڑ کر اور آتشِ نفاق کو ہوا دے کر اپنی ترقی کی امید رکھنے میں کہاں تک حق بجانب ہو سکتے ہیں۔

پیارے بھائیو۔ ہندو غیروں کو آپس میں شامل کر رہے ہیں۔ موجودہ حالت میں اگر آپ یہ نہیں کر سکتے۔ اور ایسا کرنے کے لئے جو فرض مذہبی طور پر آپ پر عائد ہوتا ہے۔ اس کی سزا سے بالکل بے خوف ہو گئے ہیں۔ تو کم از کم اپنی اندرونی حالت کی اصلاح کی طرف دھیان دو۔ اور اپنے درمیان سے بغض و حسد اور فتنہ و فساد کی آگ کو محبت اور آشتی کے پانی سے یکلخت سرد کر دو۔

عزیزو۔ اس عظیم الشان موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو خدا تعالےٰ نے آپ کے لئے ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک کتاب اور ایک کلمہ پر ایمان لانا فرض قرار دے کر آپ کے باہمی اتحاد کے لئے مہیا کیا تھا۔ دیکھو آج غیر اقوام آپ کی اس حالت کو رشک کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔ اور خواہش کرتی ہیں۔ کہ کاش ان میں بھی ایمان کے اصول اسی طرح مشترکہ ہوتے۔ لیکن آپ ہیں کہ انہیں سراسر فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ دیکھو آریہ اخبار ملاپ ۱۳ جنوری لکھتا ہے:۔

"مشترکہ دھارمک پلیٹ فارم بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ .... ہندوؤں کا ایک منتر ہو۔ ان کا ایک جھنڈا ہو۔ ان کی ایک الہامی پستک ہو۔ ان کے ایک ہی مقدس بزرگ ہوں"

پس خدا تعالےٰ کا بہت بہت شکر ادا کرو۔ کہ جس چیز کی دوسرے آج زبردست خواہش محسوس کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو خدا نے پہلے سے ہی مہیا فرما دی ہوئی ہے۔ تا خدا تعالےٰ کے ان افضال کے دروازے آپ پر کھولے جائیں۔ جو اس کے شکر گذار بندوں کے لئے مخصوص ہیں۔

مدیر زلزلہ اور حکومت دہلی

معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر حافظ شفیع احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر اخبار "زلزلہ" جن کو زیر دفعہ ۱۵۳۔ الف چھ ماہ قید کی سزا ہوئی تھی۔ کی صحت سخت خطرہ میں ہے۔ اور آپ کا وزن ۲۲ پونڈ کم ہو گیا ہے۔ بنا بریں آپ کی اہلیہ صاحبہ نے چیف کمشنر دہلی کے پاس آپ کی رہائی کے لئے درخواست دی ہے۔

اس سے قبل پروفیسر اندر کو جنہیں اسی دفعہ کے ماتحت ڈاکٹر صاحب سے زیادہ سنگین سزا ہوئی تھی۔ حکومت نے محض اس لئے رہا کر دیا تھا۔ کہ ان کا وزن لقدر بارہ پونڈ کم ہو جانے کے سبب ان کی صحت خطرہ میں تھی۔ پس اسی اصول کی بنا پر ڈاکٹر صاحب اس امر کے بہت زیادہ مستحق ہیں۔ کہ انھیں فوراً رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کے وزن میں ۲۲ پونڈ کی کمی یقیناً حد درجہ تشویشناک ہے۔

پروفیسر اندر کی بیماری کا حال سُنکر ڈاکٹر انصاری صاحب ان کی صحت کے متعلق پورے کوائف معلوم کرنے کی غرض سے دہلی سے فیروز پور آئے تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ایک غریب مسلمان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔

کسی دردمند دل رکھنے والے مسلمان وزیٹر کو چاہئیے۔ کہ مدیر "زلزلہ" کو جیل میں جا کر دیکھیں۔ اور ان کا صحیح حال اخبارات میں شائع کرا کر حکومت کو ان کی رہائی کے متعلق توجہ دلائیں۔

اخبار "ہندو" کے ایڈیٹر کی رہائی

ہمیں معاصر "الامان" دہلی (۱۱ جنوری) سے یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی۔ کہ اخبار ہندو سورت کے گندہ دہن ایڈیٹر کو جس پر مسلمانوں کی دل آزاری کے سلسلہ میں زیر دفعہ ۱۵۳۔ الف مقدمہ چلایا گیا تھا۔ صرف ایک سال کے لئے نیک چلنی کا مچلکہ لے کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ دنیا کا کوئی منصف مزاج اس سزا کو ان دلخراش اور دل آزار گستاخیوں کے مقابلہ میں جن سے اس ننگِ انسانیت شخص نے مسلمانوں کے قلوب کو زخمی کیا تھا۔ واجب و مناسب قرار دیگا۔

ملک کے امن و امان کو برباد کرنے اور سوسائٹی کے لئے طاعونی جراثیم کا حکم رکھنے والے لوگوں کے ساتھ ایسا نرمی کا سلوک یقیناً بہت حد تک ان گالیوں اور گستاخیوں کے سلسلہ کے لئے ذمہ وار ہے۔ جو ہندوؤں نے مسلمانوں کے بزرگوں کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔

آل انڈیا زنانہ کانفرنس پٹنہ

ہندوستانیوں کی ہر شعبہ میں ترقی کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ ہندوستان میں تعلیم نسوان پر زیادہ زور دیا جائے کیونکہ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ

"انسان کی ابتدائی درسگاہ ماں کی گود ہے"

اور جو شخص ماں کی گود میں اچھی طرح تربیت پائیگا۔ وہ یقیناً آئندہ زندگی میں ایک مفید وجود ثابت ہوگا۔ اگر ہندوستانی اس راز کو سمجھ لیتے۔ تو آج ترقی کی دوڑ میں وہ دیگر ممالک سے اس قدر پیچھے نظر نہ آتے۔ اسی اصول کے پیش نظر پچھلے دنوں پٹنہ میں جو آل انڈیا زنانہ کانفرنس ریاست منڈی کی بیوہ رانی کے زیر صدارت منعقد ہوئی ہے۔ ہندوستانیوں کے لئے ایک خوش کن خبر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کانفرنس میں ایک ریزولیوشن بدیں مضمون پاس ہوا ہے۔ کہ میونسپلٹیوں کی طرف سے غریب عورتوں کے لئے انڈسٹریل ہومز (صنعت خانے) کھولے جائیں +

اس میں شک نہیں۔ کہ بعض اوقات بیوہ اور کثیر العیال عورتوں کو ناداری اور مفلسی کے باعث جن ناگفتہ بہ مشکلات اور مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کے پیش نظر یہ قرار داد نہایت اہم اور فوری توجہ کے قابل ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری امر یہ ہے۔ کہ حکومت زنانہ سکولوں اور درسگاہوں میں صنعتی تعلیم کے مسئلہ پر زیادہ توجہ دے۔ اور اس کے دائرہ کو اور زیادہ وسیع کرے۔ تا ہر طبقہ کی لڑکیاں صنعتی تعلیم سے متمتع ہوکر ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے میں ممد ہوسکیں +

شب برات کی آتش بازی

مسلمانوں کے افلاس وادبار کی منجملہ وجوہات کے ایک وجہ ان کی عادت اسراف و تبذیر اور وہ مسرفانہ رسوم ہیں۔ جنہیں اسلام سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ اور جو محض ہندو تمدن کے زیر اثر انہوں نے اختیار کرلی ہیں۔ وہ مسلمان قوم جس کے متعدد اصلاحی ادارے اور دیگر مذہبی فرائض محض کمی سرمایہ کی وجہ سے کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ شعبان المبارک کے مہینہ میں لاتعداد دولت آتش بازی کی صورت میں نذر آتش کر دیتی ہے۔ جس سے علاوہ اقتصادی اور مالی نقصان کے بارہا ایسا ہوا ہے۔ کہ کئی فرزندان توحید اور نونہالان اسلام کی عزیز جانیں آگ لگنے کی وجہ سے ضایع ہوجاتی ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ اسراف خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے امسال شعبان شروع ہوگیا ہے۔ اور وہ شب قریب آرہی ہے۔ جب مسلمان بجائے عبادت میں مشغول رہنے کے نہایت بے دردی سے اپنے اموال کو ضایع کرتے ہیں۔ ہم اپنے احمدی دوستوں اور دیگر مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں مسلمانوں کو شب برات میں آتش بازی سے مجتنب رکھنے کے لئے سخت پروپیگنڈا کریں +

اشارات

آج زمانہ تگ ودو اور سعی وعمل کا ہے۔ ہر قوم اپنی تنظیم اور تقویت اور دوسری قوم کو نیچا دکھانے کے لئے سرگرم عمل ہے ہر قوم اپنی داخلی اور خارجی اصلاح کے لئے مجالس اور انجمنیں قائم کر رہی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اس ہنگامہ خیزی اور پرشورش ایام میں مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے ہیں۔ اور ان میں کام کرنے کا جوش بالکل معدوم ہے +

ہم ایسے فریب خوردہ دوستوں کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا خیال غلط ہے مسلمان بھی سرگرم عمل ہیں۔ اور اس گئے گذرے زمانہ میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں کر رہے ہیں۔ جن کی نظیر اسلام کی سیزدہ صد سالہ تاریخ کے اوراق میں ڈھونڈھنا محض عبث اور سراسر فضول ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ قرونِ اولےٰ کے غازی تعمیر ملت میں مصروف تھے۔ اور دورِ حاضرہ کے مجاہدین تخریب ملت میں مشغول ہیں +

مسلمانوں کی سرگرمیوں اور کارگذاریوں کی ایک نادر مثال سنئے۔ ایک صاحب گوجرہ سے ایک اسلامی معاصر میں لکھتے ہیں۔

"یہاں دس بارہ سال سے ایک اسلامیہ زنانہ سکول جاری ہے۔ اور آغاز سے سوائے چند ماہ کے ایک ہی معلمہ رہی ہے۔ کچھ عرصہ سے اس کے خیالات قادیانی احمدیت کی طرف مائل ہو رہے تھے............ بڑے دنوں کی تعطیلات میں اس کا لڑکا قادیان سے بیعت کرکے آیا۔ تو شہر میں ہیجان عظیم پیدا ہوگیا کہ معلمہ کے تبدیلِ عقائد کا اثر لڑکیوں پر پڑے گا۔ بروز جمعہ ۴۔ جنوری ۱۹۲۹ء مسجد میں انجمن اسلامیہ کے کھلے اجلاس میں یہ معاملہ پیش ہوا......... چنانچہ ۷۔ جنوری سے ایک معلمہ اہل سنت والجماعت کو چارج دلا دیا گیا!!"

اس عظیم الشان کارنامہ پر انجمن اسلامیہ گوجرہ سے تو ہم یہی کہنا چاہتے ہیں —— کہ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ لیکن ناظرین سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا اس قسم کی مصروفیتوں اور سرگرمیوں کی ایک بھی مثال قرونِ اولےٰ کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے +

انجمن اسلامیہ کے ممبر اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو نہایت بے تکلفی سے عیسائیوں اور آریوں کے مکاتب میں تعلیم دلا سکتے ہیں اور ایسا کرتے وقت ان کی حق بین آنکھ ان مضرات سے قطعاً نا آشنا رہتی ہے۔ جو ایسے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو کرسچن کالج۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج بلکہ آکسفورڈ اور ایڈنبرا میں اور اپنی معصوم بچیوں کو کوئین میری کالج اور دوسرے عیسائی کالجوں میں اپنی آنکھوں سے دور اور ان حقائق کو فراموش کرکے جوان درسگاہوں کے متعلق زبان زدِ خلائق ہیں بے دھڑک تعلیم دلا سکتے ہیں۔ اور انہیں کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہیں آتا۔ کہ "معلمہ کے تبدیلِ عقائد کا اثر لڑکیوں پر پڑے گا" لیکن ایک اسلامیہ سکول کی معلمہ کے احمدیت میں داخل ہونے سے ان کی اسلامی رگ میں ایسی زبردست حرکت ہوتی ہے۔ کہ اس کی مدت العمر کی ملازمت۔ اعلےٰ کارگذاری اور حسنِ خدمات کو نذرِ تغافل کرکے جب تک ایک "اہل سنت والجماعت معلمہ کو چارج" نہ دلا دیں۔ انہیں چین نہیں آتا +

پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ اپنی اس تنگدلی۔ تعصب عدم رواداری اور ناشکر گذاری پر بجائے ندامت محسوس کرنے اور شرمندہ ہونے کے اسے ایک قابل تحسین اور مستحق آفرین کارنامہ قرار دے کر اخبارات میں اس کی تشہیر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسے کوئی بڑا میدان مار لیا ہے۔ یا اہل یورپ کی گردنیں آستانۂ الوہیت پر جھکا دی ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ ایسا کرنے سے دیگر اقوام کو اپنی جہالت اور باہمی افتراق پر ہنسی اور حرف گیری کا موقعہ بہم پہونچا رہے ہیں +

کہاں ہیں۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کو اپنے حقوق فراموش کردینے کی تعلیم اس لئے دے رہے ہیں۔ تا سواراج کی منزل قریب تر ہوجائے۔ اور ہندوستانی غیر ملکیوں کی غلامی سے نجات پا جائیں۔ وہ بتائیں۔ کہ ایسی ذہنیت کے لوگوں کی موجودگی میں ان کے حاصل کردہ سواراج کے زمانہ میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے وہ کیا ضمانت دے سکتے ہیں۔ اور اس بات کا وہ کیا ثبوت پیش کرسکتے ہیں۔ کہ ان کا حاصل کردہ سواراج اقلیتوں کو آزاد کرنے کی بجائے موجودہ حالت آزادی سے نکال کر غلامی میں مبتلا کرنے والا نہیں ہوگا +

ناظرین کرام کو یاد ہوگا۔ کہ ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں مولوی ظفر علی صاحب کے اخبار زمیندار نے خلافت کمیٹی پر سخت لے دے کی تھی اور اسے ایک بیکار انسان سے مشابہ قرار دیکر جو ہزار شرارتوں اور بد اخلاقیوں کا مرکز ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو پُرزور الفاظ میں مشورہ دیا تھا۔ کہ "جسقدر جلد بھی یہ ادارہ منصۂ شہود سے محو ہوجائے پبلک کے لئے اسی قدر زیادہ مفید ہے۔" لیکن جب کلکتہ میں مرکزی خلافت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت)

بنو قریظہ کی ناشکری

جب بنو نضیر اور بنو قریظہ یہودیوں نے آپ کے برخلاف شازش اور جنگ کی تو بنو نضیر تو شکست کھا کر جلاوطن ہو گئے مگر بنو قریظہ وہیں رہے۔ اور آپ نے ان پر یہ احسان کیا۔ کہ بنو نضیر کی زمینیں بھی ان کو دیدیں۔ مگر خندق کی لڑائی کے وقت ان بدبختوں نے آنحضرت صلعم کے برخلاف شرارتیں کیں۔ اور جنگ کی تیاری کی۔ اس پر آپ نے مجبوراً ان سے لڑائی کی۔ اور ان کو شکست دی۔ پھر ان کے اپنے فیصلہ کے مطابق۔ ان کے سپاہی مارے گئے۔ اور مال اسباب عورتیں بچے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ ان لوگوں میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کو آپنے امن دیدیا۔ پھر مدینہ کے باقی سب یہود کو بھی آپ نے ان کی بار بار کی شرارتوں کی وجہ سے وہاں سے جلاوطن کر دیا۔ اور وہ خیبر کی طرف چلے گئے :۔

نجران کے عیسائیوں کا قصہ

آنحضرت صلعم کی خدمت میں عاقب اور سید نجران کے عیسائیوں کے سردار حاضر ہوئے۔ پہلے ان کا ارادہ ہوا کہ آپ اور وہ لوگ ایک دوسرے کے لئے بد دعا کریں۔ کہ جو جھوٹا ہو وہ ہلاک ہو جائے۔ مگر ایک ان میں سے کہنے لگا۔ کہ بھائی اگر یہ شخص سچا نبی ہے۔ اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا۔ تو ہم اور ہماری اولاد سب تباہ ہو جائیں گے۔ پھر ان دونوں نے صلاح کر کے آنحضرت صلعم سے عرض کیا۔ کہ ہم لوگ آپ کے فرمانے کے مطابق جزیہ ادا کرتے رہیں گے۔ ہم مباہلہ نہیں کرتے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی امانت دار شخص کو بھیجدیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں تمہارے ساتھ نہائت امانت دار آدمی کو کر دوں گا۔ یہ کہکر آپ نے فرمایا۔ کہ اے ابو عبیدہ بن جراح اٹھو اور ان کے ساتھ جا

حجۃ الوداع کا خطبہ

آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع میں یہ خطبہ پڑھا۔ کہ زمانہ پھر اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے۔ (یعنی مشرک جو مہینے آگے پیچھے کر لیتے تھے اور سال کا حساب غلط کر دیتے تھے۔ وہ بات اب موقوف کی جاتی ہے) سال کے بارہ مہینے ہیں۔ اور ان میں ۴ مہینے عزت والے ہیں۔ جن میں جنگ وغیرہ کرنی حرام ہے۔ ان چار مہینوں میں تین تو لگاتار ہیں۔ یعنی ذیقعدہ ذالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ جس سے ہم نے خیال کیا۔ کہ اب اس کا نام بدل کر کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا اس شہر کا نام مکہ نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ بیشک یہی ہے پھر آپ نے فرمایا۔ کہ یہ کونسا دن ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا۔ کہ آپ اس کا کوئی اور نام تجویز کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا یہ قربانی والا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا۔ کہ سن لو تمہارے خون اور مال اور عزت ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں۔ جیسے کہ اس دن کی حرمت اس شہر اور اس مہینے میں اور دیکھو تم سب اپنے رب کے حضور حاضر ہو گے۔ اور وہ تم سے تمہارے عملوں کی بازپرس کریگا۔ کہیں ایسا نہ کرنا۔ کہ ایک دوسرے کی گردن مار کر گمراہ ہو جاؤ۔ سن لو جو لوگ یہاں موجود ہیں۔ وہ اس بات کو ان لوگوں تک پہنچا دیں۔ جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ بعض دفعہ سننے والے کی نسبت وہ شخص بات کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جسے بعد میں خبر ہو پہنچے :۔

آنحضرتؐ کا نسب نامہ

حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں ایک شخص عدنان[۱] گذرے ہیں۔ ان سے معدؔ[۲] پیدا ہوئے۔ اور معد سے نزار[۳] اور نزار سے الیاس[۴] اور الیاس سے مدرکہ[۵] اور مدرکہ سے خزیمہ[۶] اور خزیمہ سے کنانہ[۷] اور کنانہ سے نضر[۸] اور نضر سے مالک[۹] اور مالک سے فہر[۱۰] اور فہر سے غالب[۱۱] اور غالب سے لوی[۱۲] اور لوی سے کعب[۱۳] اور کعب سے مرہ[۱۴] اور مرہ سے کلاب[۱۵] اور کلاب سے قصی[۱۶] اور قصی سے عبد مناف[۱۷] اور مناف سے ہاشم[۱۸] ان ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب[۱۹] تھے۔ اور عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ[۲۰] تھے۔ اور عبداللہ کے بیٹے محمد[۲۱] تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرتؐ کی عمر

حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم پر چالیس سال کی عمر میں پہلے پہل وحی نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ۱۳ برس تک مکہ میں رہے۔ پھر آپ نے ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد آپ مدینہ میں ۱۰ برس زندہ رہے۔ اور وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی :۔

آنحضرتؐ کا گلا گھونٹنا (مکہ)

لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ آنحضرتؐ کو مکہ میں سب سے بڑی تکلیف کیا پہنچی تھی۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ایک دن آنحضرت صلعم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عقبہ نے آکر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈالدی پھر اسے مروڑنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ چادر آپ کے گلے میں پھانسی کی طرح ہو گئی۔ وہ ظالم اسے اور ہیکر دیتا رہا۔ یہانتک کہ آپ کا دم بند ہو گیا۔ اور قریب تھا۔ کہ آپ مر جائیں حضرت ابوبکرؓ بھی اس وقت وہاں تھے۔ انہوں نے اس کمبخت کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اور مشکل آپ کو چھڑایا۔ اور قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ کیا تم اس شخص کو صرف اس قصور پر قتل کرتے ہو۔ کہ وہ صرف اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔ (اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ)

جناب ابوطالب کو امداد کا ثواب

ایک دفعہ حضرت عباس آپ کے چچا نے آنحضرت صلعم سے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ کیا آپ کی وجہ سے آپ کے چچا ابو طالب کو بھی کوئی ثواب ہوگا۔ کیونکہ وہ آپ کی حمائت کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی خاطر لوگوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ان پر اتنی تھوڑی تکلیف ہے۔ کہ جہنم کا عذاب صرف ان کے ٹخنوں تک ہے۔ اگر وہ میری امداد نہ کرتے تو دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔ مگر جہنم کی آگ ٹخنے تک کی بھی ایسی سخت ہوگی. کہ اس کی گرمی سے انکا دماغ کھولنے لگیگا :۔

ابوجہل کا تکبر

بدر کے دن فتح کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ کوئی جا کر ابوجہل کا حال تو دیکھو۔ اس پر ابن مسعود اس کی تلاش میں نکلے دیکھا۔ کہ اسے معاذ اور معوذ نے قتل کر دیا تھا۔ مگر ابھی ذرا سا دم باقی تھا۔ ابن مسعود نے اس سے کہا۔ کہ کیوں جناب آپ ہی ابوجہل ہیں نا۔ اس نے کہا ہاں۔ اس پر ابن مسعود نے اس کی ڈاڑھی پکڑلی وہ بولا کیا آج مجھ سے بھی بڑا کوئی آدمی مارا گیا ہے؟ ابن مسعودؓ اس کی گردن کاٹنے لگے۔ تو کمبخت بولا کہ لمبی گردن رکھکر سر کاٹنا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ میں سب کا سردار ہوں۔ ابن مسعود نے کہا کہ تیری یہ حسرت بھی پوری نہ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے سر کو اس طرح کاٹا۔ کہ گردن بالکل اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور اسے لاکر آنحضرت صلعم کے قدموں میں ڈالدیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ اس امت کا فرعون تھا۔ (بلکہ فرعون سے بدرجہا زیادہ شقی۔ کیونکہ فرعون تو جب ڈوبنے لگا۔ تو اس کا تکبر سب ہوا ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا۔ کہ میں موسیٰ کے رب پر ایمان لایا۔ مگر یہ ابوجہل مرتے مرتے بھی تکبر کے مارے کہتا تھا۔ کہ ذرا لمبی گردن رکھ کے کاٹنا۔ فرعون تو دریا میں غرق ہوا۔ مگر ابوجہل بدر کے کنوئیں میں غرق کیا گیا۔)

بدر کے بعد کفار کے مُردوں کو خطاب

آنحضرت صلعم بدر میں فتح کے بعد تین دن تک ٹھیرے تین دن کے بعد آپ سوار ہوئے۔ اور اس کنوئیں کے کنارے پر تشریف لائے۔ جہاں کفار کی لاشوں کو ڈلوا دیا تھا۔ وہاں کھڑے ہوکر آپ نے نام بنام ایک ایک سردار کو پکارا۔ اور کہا۔ کہ کیا تمہیں یہ آسان نہ تھا۔ کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی بات مان لیتے۔ ہم سے تو جو وعدہ ہمارے رب نے کیا تھا۔ وہ سچا ہو گیا۔ کیا تم نے بھی آگے جا کر اپنے رب کا وعدہ سچا پایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ مردے سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا گواہ ہے یہ مردے اس وقت زندوں سے زیادہ میری باتیں سن رہے ہیں :۔

جنگ بدر میں جو صحابہ شریک ہوئے۔ ان کو آنحضرت صلعم نے

سب سے زیادہ فضیلت والا فرمایا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔ کہ اے اہل بدراب جو چاہو۔ کرو۔ میں نے تمہیں بخشدیا۔

جو مسلمان بدر میں شریک ہوئے تھے ان کو بدری کہتے ہیں ؞

آنحضرتؐ کا ایک عبرتناک خواب

آنحضرت صلعم کی عادت تھی۔ کہ صبح کی نماز پڑھ کر جا نماز پر ہی سورج نکلنے تک بیٹھے رہتے۔ کبھی تو حاضرین اپنے حالات اور جاہلیت کے زمانہ کی باتیں سناتے۔ اور کبھی آنحضرت صلعم خود لوگوں سے پوچھا کرتے۔ کہ اگر تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ تو بیان کرے۔ اس پر اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا۔ تو وہ آپ کو سناتا۔ اور آپ اس کی تعبیر فرماتے۔ ایک دن آپ نے اسی طرح پوچھا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ آج ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ آج میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ وہ یہ کہ میرے پاس دو آدمی آئے۔ اور مجھے ایک جگہ لے گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے۔ اور دوسرا کھڑا ہے۔ جو کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک سیخ ہے۔ وہ اس سیخ کو بیٹھے ہوئے آدمی کے جبڑے میں اس زور سے گھسیڑتا ہے۔ کہ اس کی گدی تک پہونچ جاتی ہے۔ پھر نکال کر دوسرے جبڑے کی طرف یہی عمل کرتا ہے۔ اور برابر اسی طرح عذاب دیئے جاتا ہے میں نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ تو ان دونوں نے بیان کیا۔ کہ یہ ایسا آدمی ہے۔ جو جھوٹی باتیں مشہور کیا کرتا تھا۔ اور ہوتے ہوتے اس کی باتیں دنیا بھر میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اور یہ اس کی سزا ہے۔

پھر ہم آگے چلے تو دیکھا۔ کہ ایک شخص چت لیٹا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کے سرہانے پتھر لئے کھڑا ہے۔ اور زور سے اس کے سر پر پتھر مارتا ہے۔ جب پتھر لڑھک کر پرے جا پڑتا ہے۔ تو وہ مارنے والا پھر اسے اٹھا کر لاتا ہے۔ اور جب تک وہ آئے اس شخص کے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے۔ واپس آکر پھر وہ اسے پہلی طرح سر پر پتھر مارتا ہے۔ غرض اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے۔ تو میرے ساتھیوں نے کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے قرآن کا علم دیا تھا۔ مگر یہ نہ رات کو قرآن پڑھتا۔ نہ دن کو اس پر عمل کرتا تھا۔ اب اس کو برابر یہی سزا ہوتی رہیگی ؞

پھر ہم آگے چلے۔ تو ایک غار دیکھا۔ جس کا منہ تنگ تھا۔ مگر اندر اس کے بہت جگہ تھی۔ اس میں آگ جل رہی تھی اور اس آگ میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں جل رہی تھیں۔ جب آگ زور سے بھڑکتی۔ تو وہ لوگ اس کے شعلوں کے ساتھ اچھلتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ بدکار لوگ ہیں۔ پھر ہم آگے چلے۔ تو دیکھا۔ کہ ایک خون کی نہر ہے۔ جس کے بیچ میں ایک آدمی کھڑا ہے۔ اور ایک آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے۔ کنارے والے آدمی کے پاس بہت سے پتھر رکھے تھے۔ جب اندر والا آدمی باہر نکلنا چاہتا۔ تو باہر والا پتھر کھینچ کر اس کے منہ پر مارتا۔ جس سے وہ پھر بیچ میں جا پڑتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ جواب ملا۔ کہ یہ سود کھانے والا شخص ہے۔ پھر ہم آگے گئے۔ تو ایک نہایت سرسبز باغ میں پہونچے۔ اس میں ایک بڑا بھاری درخت تھا۔ اور اس درخت کی جڑ میں ایک بزرگ بیٹھے تھے۔ ان کے گرد بہت سے بچے بھی تھے۔ اور درخت کے پاس ہی بیٹھا ہوا۔ ایک اور شخص آگ دہکا رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں جواب ملا۔ کہ یہ بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور بچے جو ان کے گرد ہیں۔ یہ وہ بچے ہیں۔ جو چھوٹی عمر میں معصوم مرگئے ہیں۔ اور یہ شخص جو آگ دہکا رہا ہے۔ یہ دوزخ کا داروغہ مالک نام ہے۔

پھر میرے دونوں رفیق مجھے اس درخت پر چڑھا لے گئے۔ اوپر جا کر میں نے ایک گھر دیکھا۔ وہ مجھے اندر لے گئے وہاں بہت سے جوان مرد اور عورتیں اور بچے تھے۔ پھر اس گھر سے نکلکر مجھے درخت کی دوسری شاخ پر لے گئے۔ وہاں بھی ایک گھر تھا۔ اور بہت شاندار اور خوبصورت تھا۔ اور اس میں بہت سے بڈھے اور جوان تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ گھر کیسے ہیں۔ میرے ساتھیوں نے کہا۔ کہ پہلا گھر تو عام جنتیوں کا ہے۔ اور دوسرا شہیدوں کا۔ پھر میں نے پوچھا۔ کہ تم دونوں شخص کون ہو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم جبرائیل اور میکائیل ہیں۔ اور انہوں نے مجھے کہا۔ کہ ذرا اپنا سر اٹھا کر دیکھئے۔ تو میں نے دیکھا کہ بادل کی طرح اوپر کوئی چیز ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ آپ کا گھر ہے۔ میں نے کہا ذرا مجھے اس میں لے چلو انہوں نے کہا ابھی آپ کی زندگی کچھ باقی ہے۔ اگر باقی نہ ہوتی تو آپ اسے دیکھ لیتے ؞

ایک پہیلی (مرسلہ)

ایک دن آنحضرت صلعم نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے۔ جس کے پتے نہیں گرتے۔ اور وہ مومن سے مشابہ ہے۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ حاضرین مختلف جنگلی درختوں کے نام لینے لگے۔ آخر نہ بتا سکے۔ تو عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ ہی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عمرؓ کے لڑکے عبداللہؓ بھی اسی مجلس میں تھے انہوں نے گھر میں آکر اپنے والد سے کہا۔ کہ میرے دل میں بھی کھجور کا درخت ہی تھا۔ مگر بڑے بڑے آدمیوں کی شرم کی وجہ سے میں بول نہ سکا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بیٹا اگر تم اس وقت آنحضرت صلعم کی پہیلی بوجھ دیتے۔ تو مجھے بہت ہی خوشی ہوتی ؞

بچوں سے مذاق

ایک صحابی کہتے ہیں۔ کہ مجھے خوب یاد ہے۔ جب میری عمر ۵ برس کی تھی۔ تو میں آنحضرت صلعم کے سامنے گیا۔ آپ اس وقت ایک ڈول میں سے پانی پی رہے تھے۔ پانی پی کر آپ نے ایک کلی بھر کر ہنسی سے میرے منہ پر ماری ؞

بچوں کے کام کی باتیں

ایک دفعہ ابن مسعودؓ صحابی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ یارسول اللہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے انہوں نے عرض کیا۔ اس کے دوسرے درجہ پر فرمایا۔ کہ ماں باپ کی فرمانبرداری ؞

صفائی پسندی

آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر شخص جمعہ کے دن نہائے۔ مسواک کرے۔ صاف کپڑے پہنے۔ خوشبو لگائے۔ پھر مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے جائے ؞

کیا میں اپنے خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں

مغیرہ رضؓ صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم تہجد کی نماز میں اتنی اتنی دیر تک عبادت کرتے رہتے تھے۔ کہ آپ کے پیر کھڑے کھڑے سوج جایا کرتے تھے۔ جب لوگ عرض کرتے۔ کہ حضور اتنی تکلیف نہ اٹھائیں۔ اللہ تعالےٰ نے تو آپ کو بخشدیا ہے یہ سنکر آنحضرت صلعم فرماتے۔ تو کیا میں اپنے خدا کا شکر گذار بندہ بھی نہ بنوں ؟

شرم وحیا ایمان کی نشانی ہے

ایک دفعہ آنحضرت صلعم مدینہ میں جا رہے تھے۔ کہ آپنے دیکھا ایک انصاری اپنے چھوٹے بھائی پر خفا ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ کہ بھلے مانس تو اتنی شرم کیوں کرتا ہے۔ آپنے فرمایا۔ یہ کیوں کہتے ہو۔ شرم وحیا تو بہت اچھی چیز ہے۔ بلکہ ایمان کی نشانی ہے ؞

آنحضرتؐ کو شہادت کا شوق

ایک دن آنحضرت صلعم نے صحابہ کے سامنے بیان کیا۔ کہ میرا دل تو یہی چاہتا ہے۔ کہ خدا کے راستے میں مارا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں۔ غرض اسی طرح ہمیشہ قربان ہوتا رہوں ؞

اسلام کی پانچ بنیادیں

آنحضرت صلعم نے ایک دن فرمایا۔ کہ اسلام کے پانچ اصول ہیں۔ (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز پڑھنا۔ (۳) زکوٰۃ دینا۔ (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) حج کرنا ؞

وصیّت اُس کی ضرورت و اہمیّت

از جناب صوفی غلام محمدؐ صاحب بی اے سابق مبلغ مارشیس

وصیت کیا ہے۔ وصیت وہ ضروری وعظ اور نصیحت ہوتی ہے۔ جو کہ مرنے والا پسماندگان کو کرتا ہے۔ جس کو انگریزی میں وِل Will یا ٹسٹمنٹ Testament کہتے ہیں۔ جس پر عمل کرنا پسماندگان کا حتمی فرض ہؤا کرتا ہے۔ چونکہ مرنے والا دنیا سے رخصت ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے وصیت اس کی خیر خواہی کا نتیجہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کو اس وقت اپنی کوئی نفسانی غرض نہیں ہوتی بلکہ وہ خلوص دل سے پسماندگان کی بھلائی اور خیر خواہی کا طالب صادق ہوتا ہے۔ جیسے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اگرچہ تو آگ میں جلایا جائے۔ یا تلوار سے قتل کیا جائے۔ اور موت کے وقت حضور سرور کائنات فرماتے۔ لا تتخذ وا قبری مسجداً۔ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ اور اکثر فرمایا کرتے لعن اللہ الیھود والنصارٰی اتخذ وا قبور انبیاءھم مساجد۔ اللہ تعالےٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انبیاء کی قبور کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ انبیاء جو خدا تعالےٰ کی عبادت کراتے آئے۔ مرنے کے بعد پوجے گئے۔ اس لئے حضور سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ یہی خیال رہتا تھا۔ کہ حضور کی وفات حسرت آیات کے بعد کہیں لوگ حضور کی قبر کو پوجنے نہ لگ جائیں۔ اس لئے امت کو بار بار یہی تلقین فرماتے۔ کہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ سب سے بڑا خوف حضرات انبیاء کرام کو یہی ہؤا کرتا ہے۔ کہ کہیں لوگ توحید الٰہی کو ترک نہ کردیں۔ اور غیر اللہ کی پرستش میں نہ لگ جائیں۔ اس لئے ان کی مساعی جمیلہ ہمیشہ توحید الٰہی پر قائم رہنے کی تاکید کرنے میں لگی رہتی ہیں۔ اور شرک کے ابطال میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ لوگوں کو اپنی موت کے بعد اپنی اولاد بیوی پسماندگان کے گذارے کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ مگر نبیوں کو لوگوں کی روحانیت کی فکر لگی ہوتی ہے۔ نبی یہ فکر نہیں کرتے۔ کہ ہمارے پیچھے یہ کیا کھائینگے۔ کیونکہ ان کو یقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ خالق رازق موجود ہے۔ وہ ان کو ضرور رزق دیتا رہیگا۔ ما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ ان کو یہی فکر ہوتا ہے۔ کہ ان کے مرنے کے بعد وہ چشمہ ہدایت جو انہوں نے اپنی زندگی میں بڑی محنت سے جاری کیا تھا۔ کہیں خشک نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ مرتے ہوئے ہمیشہ یہی تلقین کرتے ہیں۔ کہ توحید حق کو نہ چھوڑنا۔ بلکہ اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ اور خدا تعالےٰ کی عبادت کرتے رہنا۔ اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا یہی مدنظر رکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عبادت سے منع کر دیا۔ اور فرما دیا۔ کہ میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔ اور یہود اور نصاریٰ پر لعنت کی۔ کہ وہ اپنے نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرتے تھے۔

دیکھو وصیت کا حکم خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی۔ من یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ۔ ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین۔ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یا بنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون۔ حضرت ابراہیم نے اپنے پسماندگان کو کیا وصیت کی تھی۔ وہ مذکورہ بالا آیت میں موجود ہے۔ اس نے وہی وصیت کی تھی۔ جو کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو وصیت کی تھی۔ جب اس کو کہا تھا۔ کہ اے ابراہیمؑ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے عرض کیا تھا۔ کہ حضور میں تو رب العالمین کا سراسر فرمانبردار ہوں۔ جب ابراہیم کو خدا تعالےٰ کی یہ نعمت ملی۔ تو اس نے صرف اسی پر قناعت نہ کی۔ کہ آپ ہی اس نعمت سے مستفید ہوں۔ بلکہ اُس نے اس کو اپنی اولاد میں بھی جاری کیا۔ اور اُسی اسلام کی انہیں وصیت کی۔ وہ خود ہی کامل نہ بنا بلکہ اوروں کو بھی کامل بننے کی وصیت کی۔ اسی لئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ایسے شخص سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں ہو سکتا۔ جو کہ حضرت ابراہیم کے مذہب اور مسلک سے منہ پھیرتا ہے۔ ابراہیم کا طریقہ کیا تھا۔ خدا کے حکم پر سر تسلیم خم کردینا۔ اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین اور وصیت کرنا۔ وہ کیا وصیت تھی۔ جو حضرت ابراہیم نے کی۔ اس کو قرآن شریف میں یوں بیان فرمایا۔ ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے دین کو پسند فرمایا۔ پس تم کو موت نہ آئے۔ مگر اس حالت میں کہ تم اسلام پر چل رہے ہو۔ یعنی ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ابراہیم ہیں۔ انہوں نے بیعت میں حضرت ابراہیم والا ہی اقرار لیا اور ہمیشہ اقرار لیا کرتے تھے۔ اور اب ان کے خلفاء نے بھی یہی اقرار لیا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ کہنا کرنے سے آسان تر ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کا اقرار اسلمتُ کو قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ اور پھر ان کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ کہ جب وہ سو برس کے قریب ہو گئے۔ اور ان کا صرف ایک ہی اکلوتا بیٹا اسماعیلؑ تھا۔ اس وقت ان کو رویا ہوئی۔ کہ وہ اسے ذبح کر رہے ہیں۔ قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین۔ فلما اسلما وتلہ للجبین۔ وناديناه ان یا ابراھیم۔ قد صدقت الرؤیا۔ انا کذالک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلٰؤ المبین۔ وفدینٰہ بذبح عظیم۔ کہا اے پیارے بیٹے میں رویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ عرض کیا اے باپ کر جو تجھے حکم دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تو مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیگا۔ یہاں خدا نے صرف ابراہیم کے اقرار کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ اس کے عمل کو بھی بیان کیا ہے۔ کہ وہ کیسا خدا کے حکم کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیتا تھا۔ بلکہ اس کی پیروی کرنے والے اسماعیل نے بھی خدا کے حکم کے آگے کیسے اپنا سر رکھ دیا تھا۔ ذرا غور تو کرو۔ کہ ایک شخص جو کہ سو برس کا بوڑھا ہو۔ اور اس کا صرف ایک ہی بچہ ہو۔ صرف خواب کی بنا پر اس کو ذبح کرنے لگ پڑے۔ اور وہ بیٹا ذبح ہونے لگ پڑے۔ کتنی بڑی قربانی ہے دونوں باپ کی طرف سے بھی اور بیٹے کی طرف سے بھی۔ بیٹے کو لٹا اور چھری ہاتھ میں لے کر اسماعیل کی گردن پر رکھنے کو ہی تھا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ بس بس تو نے اپنی رویا کو سچا کر دیا۔ اب صرف تیرا اقرار اسلمتُ ہی نہیں رہا۔ بلکہ تو نے اس کی تصدیق کردی۔ قد صدقت الرؤیا۔ ایمان صرف اقرار باللسان کا ہی نام نہیں ہے۔ بلکہ تصدیق بالقلب بھی ساتھ ہی ضروری ہوتا ہے۔ اقرار باللسان تو منافق بھی کر لیا کرتے ہیں۔ اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون۔ منافقوں کا اللہ کا رسول کہنا حضرت سرور کائنات کو جھوٹ نہ تھا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اللہ جانتا ہے۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ منافق جھوٹے ہیں۔ کیونکہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں۔ جو ان کے دل میں نہیں ہے۔ پس ایمان حقیقی کیا ہے۔ زبان سے اقرار اور پھر دل سے تصدیق کرنا۔ اور اعمال سے اس اقرار کی صداقت پر مہر لگانا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کا اقرار پہلے پارہ میں بیان فرمایا۔ اور اس اقرار پر عمل کرنا۔ سورہ الصّٰفّٰت میں بیان فرمایا۔ غور کرو۔ کیونکہ سورہ بقرہ میں فرمایا۔ کہ ابراہیم اور یعقوب نے ہر حال میں خدا کے فرمانبردار رہنے کی وصیت کی۔ اور اولاد سے اقرار لیا۔ ام کنتم شھداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھک والٰہ اٰبائک ابراھیم واسمٰعیل واسحاق الٰھاً واحداً ونحن لہ مسلمون۔ کیا تم موجود تھے۔ جب یعقوب کو موت آنے لگی۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے۔ انہوں نے عرض کی۔ ہم تیرے معبود کی عبادت کرینگے جس کی عبادت تیرے بزرگ ابراہیم۔ اسماعیل اور اسحاق کرتے رہے ہیں۔ ایک ہی معبود کی عبادت کرینگے۔ اور ہم بھی اس کے آگے ہی سر تسلیم خم کرینگے +

پس ایمان زبان کا اقرار۔ دل کی تصدیق اور اعضاء کے ساتھ

عمل کرنے کا نام ہے۔ یہی کامل ایمان ہے۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیعت میں ہر ایک مرد و زن سے اقرار لیتے۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔

چونکہ آپ کو ۱۹۰۵ء میں بار بار وحی ہوئی۔ کہ آپ کی موت بہت قریب ہے۔ اس لئے آپ نے وصیت لکھی۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا ہے۔ کہ وصیت آخری نصیحت ہوتی ہے مرنے والے کی جو وہ اپنے پسماندگان کو خلوص دل سے ان کی بھلائی اور خیر خواہی کو مد نظر رکھ کر کیا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کا یہ آخری وقت ہے۔ اس لئے اپنے دوستوں اور پیاروں کو مفید باتیں بتلا جاؤں۔ جن پر عمل کر کے وہ دین اور دنیا میں سرخرو ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی۔ کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی۔ کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ چند نصائح لکھوں"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابراہیمؑ کی طرح جان و مال خدا کی راہ میں دے دیا تھا۔ حضورؑ کی جو جائداد تھی۔ براہین احمدیہ کی مثل لانے والے کے لئے بطور انعام رکھ دی کہ جو کوئی اسلام کے مقابل اپنے مذہب کی صداقت میں براہین جیسے دلائل اپنی الہامی کتاب سے بیان کرے۔ تو وہ اس کو دی جائے گی۔ اور اسلام کی صداقت دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی ساری عمر صرف کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نفس سے درحقیقت مر گئے۔ تب وہ خدا میں ظاہر ہوئے۔ اور خدا ان کے ساتھ ہوا۔ اور وہ گھر بابرکت ہو گیا۔ جس میں آپ رہے۔ اور آپ کی رہائش کے باعث قادیان بھی مبارک شہر ہو گیا۔

آپ کے سارے ارادے خدا کے لئے تھے۔ آپ کے اغراض میں ایک ذرہ بھی دنیا کی ملونی نہ تھی۔ آپ نے اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر خدا کی راہ میں تلخی اٹھائی۔ جو کہ میت کا نظارہ پیش کرتی تھی۔ جیسا ابراہیم کے سامنے اسماعیل کے ذبح کے وقت موت کا نظارہ تھا۔ تب خدا نے آپ کو چن لیا۔ اور اس زمانہ میں مسیح موعود بنا دیا۔ اور دین کا سردار اور امام اور محافظ مقرر فرما دیا۔ جب آپکو اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کہ اب آپ کا وقت رحلت قریب آ رہا ہے تو آپ کو فکر ہوا۔ کہ پیارے اسلام کا میرے بعد کیا حال ہوگا۔ جس قربانی سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوئی تھی۔ وہی قربانی کرنے کی وصیت اپنے دوستوں کو کی۔ جو الوصیت میں موجود ہے چونکہ آپ نے اسلام پر چل کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اسی دنیا میں نقد بہشت حاصل کر لیا تھا۔ اور آپ کو رؤیا میں اپنی قبر دکھائی بھی گئی۔ اور آپ کو بہشتی مقبرہ کا قبرستان دکھایا گیا جس میں حضورؑ کی جماعت کے برگزیدہ لوگوں کی قبریں تھیں۔ اس رؤیا کو پورا کرنے نیز حفاظت اسلام کا سامان بہم پہونچانے کے لئے حضورؑ نے الوصیت لکھی۔ اور اس میں اشاعت اسلام اور تعلیم احکام قرآن مجید کے لئے ایک فنڈ مقرر فرمایا۔ اور خدا نے بذریعہ وحی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہونے والوں کے لئے اپنی جائداد اور مالوں کا کم از کم دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے دینا ضروری ٹھہرایا۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اور مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی۔ کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا۔ کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہونچ کر مجھے کہا۔ کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ پھر ایک جگہ مجھے قبر دکھلائی گئی۔ کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا۔ کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں۔ جو بہشتی ہیں"۔

جماعت کے برگزیدہ لوگوں سے کیا مراد ہے۔ اس کی تشریح بھی حضورؑ نے الوصیت میں بیان فرما دی ہے:۔

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے۔ بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو۔ جیسا کہ میں انسان ہوں۔ اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے۔ تو دیکھو۔ میں خدا کی منشا کے موافق تمہیں کہتا ہوں۔ کہ تم خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو"۔ (الوصیت صفحہ ۹)

پھر الوصیت صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر۔ اپنی لذات چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے۔ تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں۔ جو ایسے ہیں"۔

الوصیت صفحہ ۱۰ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں۔ اور وہ ایمان نفاق اور بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں۔ جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔

خدا کا یہ کیسا فضل ہے۔ احمدیوں پر۔ کہ اس نے ہمیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں داخل کیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ساتھ بہشتی مقبرہ کی جگہ مسیح موعود کو دکھلائی۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔

کیا بہشتی مقبرہ کا قبرستان بنانا اسلام کی تعلیم کے برخلاف ہے؟ میں کہتا ہوں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ خود خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھدی ہے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عملی طور پر ان برگزیدہ لوگوں کے لئے قبرستان بنا دیا ہے۔ جو کہ صرف خدا کے ہی ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی جان چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر۔ اپنی رضا چھوڑ کر خدا کی راہ میں تلخی اٹھائی۔ اور پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ گئے۔ اور پہلے راستبازوں کی طرح نعمتوں کے وارث ہو گئے۔ اور قرآن کی آیت یہ ہے۔ ان اللہ اشترےٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن ومن اوفی بعھدہٖ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہٖ وذالک ھو الفوز العظیم۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال مول لے لئے ہیں۔ ان کے بدلہ میں ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ سو مارتے ہیں۔ اور مرتے ہیں۔ یہ ان پر توریت۔ انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے۔ اللہ سے بڑھکر کون وعدہ کو وفا کر سکتا ہے۔ پس اس سودے کے ساتھ جو تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآنی نص پر قیاس کر کے بہشتی مقبرہ کی بنیاد نہیں رکھی۔ اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پر خیال کر کے بہشتی مقبرہ کے لئے قبرستان تجویز فرمایا بلکہ علاوہ ازیں حضورؑ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف اور رؤیا ایک جگہ دکھلائی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور رؤیا الانبیاء وحی کے مطابق نبیوں کی رؤیا وحی ہوا کرتی ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہشتی مقبرہ پر اعتراض کرنے والے بدظنی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

"ممکن ہے۔ کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنائیں۔ اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے۔ اور ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں۔ کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگاتے ہیں"۔

مویشیوں کی وبائی امراض کا تخمینہ

زمینداروں کو بروقت مشورہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

صاحب ڈائرکٹر محکمہ سول ویٹرنیری پنجاب نے مویشیوں کی وبائی امراض کے متعلق مندرجہ ذیل تخمینہ بابت ماہ مختتمہ فروری ۱۹۲۹ء شائع کیا ہے۔ جو زمینداروں اور دیگر مالکان مواشی کے لئے بہت کار آمد ثابت ہوگا ؛

توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ صوبہ کے جملہ اضلاع میں بیماری خاصکر "موک" (ماتا سیتلا) گولی سٹ" اور گلگھوٹو" غیر معین طور پر نمودار ہوں۔ سیم زدہ اور نشیبی رقبوں میں خاصکر دریاؤں کے کناروں پر گلگھوٹو کا مرض شدید وبائی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ جو سخت ہلاکت انگیز ثابت ہوگا جن علاقوں میں طغیانی رہی ہے۔ وہاں اگلے مہینوں میں اس بیماری کے پھیلنے کا بڑا اندیشہ ہے۔ جن ضلعوں میں مال مویشی کی بہت زیادہ نقل و حرکت رہتی ہے۔ وہاں غالباً منہ کھر کی بیماری وسیع پیمانہ پر پھیلیگی۔ زمینداروں کو بروقت انتباہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ میلوں سے واپس آنے والے مویشیوں کو اپنے دیہات میں داخل ہونے دیں گے۔ تو وہاں بیماری شدید وبائی صورت اختیار کریگی۔ انہیں مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ میلوں سے واپس آئے ہوئے تمام مال مویشی کو گاؤں کے گلہ سے کم سے کم دس دن تک بالکل علیحدہ رکھیں۔ انہیں واضح رہے کہ "موک" کی بیماری ہمیشہ اس وقت ہوتی ہے۔ جب بیمار مویشی دیہات میں لائے جائیں۔ لہذا زمینداروں کے اپنے مفاد کا تقاضا ہے۔ کہ میلہ سے جو مویشی واپس آئے۔ وہ اسے مشتبہ سمجھیں۔ اور اس کے متعلق انسدادی تدابیر اختیار کریں ؛

یہ بہت ضروری ہے۔ کہ جونہی وبائی مرض نمودار ہو اس کی فوراً اطلاع دیجائے۔ تاکہ محکمہ اس کے دائرہ اثر کو محدود کرنے کے لئے موثر تدابیر اختیار کر سکے۔ زمینداروں کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ جونہی ان کے دیہات میں بیماری کے مشتبہ آثار ظاہر ہوں۔ وہ قریب ترین ویٹرنری ہسپتال کے مہتمم ویٹرنری اسسٹنٹ کو فوراً اطلاع دیں۔ مریض مویشیوں کے مالکوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے مویشیوں کو گاؤں کے گلہ سے علیحدہ رکھنے کا انتظام کریں تاکہ بیماری ان کے ہمسایوں کے مال مویشی تک نہ پھیل سکے۔

محکمہ مذکور کا یہ مشورہ واجب العمل ہے۔ کہ نشیبی دیہات میں جہاں گلگھوٹو کا اکثر دورہ رہتا ہو۔ زمیندار اپنے مویشیوں کو اس بیماری کا ٹیکہ لگوالیں۔ طویل تجربہ سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ٹیکہ لگانے سے ان کے مویشی اس عظیم نقصان سے محفوظ رہینگے۔ جو اس بیماری کا لازمی نتیجہ ہے۔

کپاس کے تنے کی سونڈی

پچھلے دو تین سالوں سے کپاس کی فصل میں ایک نیا کیڑا نمودار ہو رہا ہے۔ یہ کیڑا جنوبی ہندوستان میں تو کپاس کو ہر سال بہت نقصان پہونچاتا ہے۔ لیکن پنجاب اب تک اس کے حملوں سے محفوظ رہا ہے۔ ڈر ہے کہ نیا دشمن زمینداروں کو غافل پا کر ایک وبا کی طرح ہمارے صوبہ میں بھی پھیل نہ جائے۔

پردار حالت میں یہ کیڑا چمکدار سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اور تقریباً آدھ انچ لمبا ہوتا ہے۔ انڈے زردی مائل نہایت چھوٹے چھوٹے زمین کے نزدیک پودوں پر ایک ایک ہوتے ہیں۔ تھوڑے دن کے بعد انمیں سے نہایت چھوٹی چھوٹی سونڈیاں نکل کر فوراً پودے کے اندر جا کر اوپر سے نیچے کی طرف کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ اور کھائے ہوئے حصہ کو برادہ سے بھرتی جاتی ہیں۔ حملہ شدہ پودا مرجھا جاتا ہے۔ اور آخرکار سوکھ جاتا ہے۔ ایسے پودے کو کاٹ کر دیکھنے سے سنڈی اندر موجود ملتی ہے۔

پورے قد کی سونڈی تقریباً ڈیڑھ انچ لمبی زردی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ اس کا بدن چپٹا اور بدن کا اگلا حصہ بہ نسبت پچھلے حصے کے چوڑا ہوتا ہے۔ یہ سنڈی پودے کے اندر ہی پیوپا کی حالت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور پردار بھونڈی بن کر نکلتی ہے۔ اور ایک پودے سے دوسرے پودے پر اڑتی پھرتی ہے ؛

یہ کیڑا تمام سال کپاس کے پودوں پر ہی رہتا ہے اور دوسری قسم کے پودوں پر نہیں جاتا۔

علاج۔ (۱) کھیت میں مرجھائے ہوئے جو پودے نظر آویں۔ ان کو فوراً اکھاڑ کر جلا دینا چاہیئے۔ اکھاڑ کر صرف پھینک دینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ سنڈی پودے میں پل کر پردار بھونڈی بن کر نکل آئیگی۔ اور اڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں جا کر انڈے دیتی رہیگی۔ حملہ شدہ پودا ہر حال میں مرجھا کر سوکھ ہی جائیگا۔ اور اس سے کچھ پھل نہیں ملیگا۔ اس واسطے ان کو اکھاڑ کر تلف کر دینے میں کوئی سوچ بچار نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۔ فصل کپاس کے ختم ہونے پر چھڑیوں کو فوراً کاٹ ڈالنا چاہیئے۔ اور کھیت میں ہل چلا کر مڈھوں کو جمع کر کے تلف کر دینا چاہیئے ؛

اگر تمام زمیندار ماہ پھگن (فروری) سے پہلے کپاس کی چھڑیوں اور مڈھوں کو جلا دیں۔ تو یہ ممکن نہیں۔ کہ یہ کیڑا زندہ رہ سکے ؛

بلکہ چند سال اس طرح عمل کرنے سے زمیندار اس کیڑے کے نقصان سے بالکل بچ سکتے ہیں۔ ایک دو کھیت میں یہ عمل کرنے سے چنداں فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایسے کھیتوں میں جہاں چھڑیاں یا مڈھ ہوں۔ کیڑے پل کر جوان ہو کر پردار حالت میں باہر نکل کر دوسرے کھیتوں میں جا کر انڈے دینے شروع کر دیں گے ہر ایک گاؤں میں بلکہ تمام پنجاب میں یہ عمل مکمل طور پر ہونا چاہیئے۔

مشاہدے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کیڑے کی سنڈیاں پھاگن وچیت میں کپاس کی چھڑیوں میں کھاتی ہوئی ملتی ہیں۔ لہذا یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ان چھڑیوں کو جمع کر کے فوراً تلف کر دیا جائے ؎

پھر پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

جگالی کرنیوالے جانوروں کی بیماریاں

جگالی کرنے والے جانوروں کو عموماً۔ سیجی۔ بینا۔ گوارا اور جوار وگھاس وغیرہ دیا جاتا ہے۔ یہ تمام خاص کر بعد کے دو تین بہت جلدی بیماری پیدا کر دیتے ہیں۔ جس سے کہ علاج کا وقت بھی مشکل سے ملتا ہے۔ اس واسطے زمینداروں کو یا دوسرے آدمیوں کو جو کہ حیوانات رکھنے کے عادی ہیں۔ مندرجہ ذیل علاج جلدی سے کرنا چاہیئے ؛

پورے قد کے حیوانات کے لئے دو تولہ بجھا ہوا چونہ لے کر ۴ چھٹانک پانی میں حل کر کے اتنی ہی مقدار میں سرسوں یا توریا ملا کر فوراً بیمار کو دیدینا چاہیئے۔ بھیڑ بکری اور بچھڑے کو ½ ۲ تولہ بجھا ہوا چونہ ۲ چھٹانک پانی میں حل کر کے اسی قدر تیل سرسوں یا توریا ملا کر پلا دینا چاہیئے۔ اگر اندر کی گندی ہوا حل نہ ہوئی ہو۔ تو اتنی مقدار دوائی کی آدھ گھنٹہ کے بعد پھر دے دینی چاہیئے۔ جبکہ یہ بیماری جوار یا برو گھاس کی وجہ سے ہو تو شراب تقریباً ۳ چھٹانک یا میتھیلیٹڈ سپرٹ آدھ سیر پانی میں ملا کر ایک ایک گھنٹہ کے بعد دیدینا چاہیئے۔ جب تک کہ اس کی تکلیف رفع نہ ہو۔ بیمار کو ٹھنڈے پانی میں بھی بٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یا اس کے پچھلے حصہ پر ہی پانی ڈالتے رہنا چاہیئے ؛

نوٹ

اگر جانور عین موت کے قریب ہی ہے۔ تو گندی ہوا جو کہ اندر جمع ہوئی ہوئی ہے۔ اس کو نکالنا چاہیئے۔ یہ چاقو یا ٹروکار جانور کے بائیں کوکھ (LEFT FLANK) میں پہلے سیدھا نیچے لے جانے سے اور پھر اس کو ذرا بائیں طرف کھینچنے سے ہو سکتا ہے۔ اس مالک کو علاج کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اگر اس وقت چاقو وغیرہ مہیا نہ ہو سکے۔ تو آر یا درانتی وغیرہ سے ہی کام لے لینا چاہیئے۔ اس زخم پر ایک حصہ فنائل اور چھ حصہ توریا یا سرسوں کا تیل ملا کر پٹی لگاتے رہنا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ زخم درست ہو جائے گا ؛

(ماخوذ)

موٹاپا دور کرنیکی حیرت انگیز دوائی

اگر آپ زیادہ موٹے ہو رہے ہیں۔ توند آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوگیا ہے۔ دل کمزور ہوگیا ہے۔ سانس پھولنے لگ گیا ہے۔ تو آپ اپنی حالت پر رحم کر کے ہماری پر اسرار اور مشہور عالم دوائی کا استعمال جلد شروع کر دیں۔ تا کہ موٹاپے کی خطرناک بیماری سے آپ محفوظ رہیں۔ کیونکہ یہ اس قدر برا مرض ہے۔ کہ موٹاپے کی موجودگی میں مرد کبھی مرد نہیں رہ سکتا۔ اور عورت کبھی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہ سکتی۔ مفرہی حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ عضلات ڈھیلے۔ ہضم خراب اور خون کی گردش میں فتور پڑ جاتا ہے۔ انسان خواہ کتنا ہی خوبصورت اور کم عمر کیوں نہ ہو۔ موٹاپے کی وجہ سے بدصورت اور بھدا اور زیادہ عمر کا معلوم ہونے لگتا ہے۔ ان سب تکالیف کے علاوہ خطرناک مصیبت بسا اوقات موٹے آدمی اور عورت کیلئے یہ ہوتی ہے۔ کہ دل کی حرکت اچانک بند ہو کر انسان اچانک موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ علاج معالجہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔ ہماری دوائی کے استعمال سے چند روز میں ہی بدن اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکے استعمال سے کسی طرح کی کمزوری اور نقص واقع نہیں ہوتا۔ اتنے فوائد کے باوجود قیمت صرف دس روپے (عہ/۱۰)

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

قادیان کے بہترین تجارتی موقع پر

چند دکانیں اور مکان قابل فروخت

ہیں۔ موقع پرنشان دہی اور نقشہ وحیثیت عمارت وغیرہ کے متعلق قابل دریافت امور کے لئے شیخ فتح محمد صاحب مینجر احمدیہ سٹور قادیان سے۔ اور قیمت وغیرہ کا تصفیہ مینجر صاحب یا میرے ساتھ کیا جائے۔

ناظر تجارت قادیان

خوشخبری

"بواسیر"

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

میں یہ خوشخبری ان احباب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لاعلاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی مرض بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو احباب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیقات کریں۔
نوٹ:۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر

حکیم لقا محمد احمدی موضع بیرسیاں ڈاکخانہ راہوں ضلع جالندھر

رشتہ مطلوب ہے

قادیان میں ایک لڑکی (قوم مغل) عمر ۱۶ سال کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی چھٹی جماعت تک تعلیم یافتہ ہے۔ دین اور امور خانہ داری سے واقف۔ اس خاندان کے افراد دو اڑھائی سو تنک ماہوار تنخواہ رکھتے ہیں۔ صاحب حیثیت خاندان کا نوجوان برسر روزگار دیندار احمدی صاحب درخواست کرے۔ م۔ ع معرفت **دفتر مینجر الفضل قادیان**

ضرورت نکاح

۱۔ ایک احمدی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ تین چار بچے ہیں ایسی دیندار خاتون سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جو بیچاری دیہاتی زندگی گذار سکے۔ اور گھر بار سنبھال سکے۔ گذارہ اچھا ہے۔

۲۔ دو کنواری خواندہ لڑکیوں کے لئے رشتہ درکار ہے۔

۳۔ عمر ۳۵ سال ارائیں ملکیتی ۸ گھماؤں باموقعہ پابند صوم و صلوٰۃ متدین موصی مقبرہ بہشتی احمدی کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ قوم زمیندار رجٹ ساکن ضلع گجرات ہر سہ امور کے متعلق خط وکتابت بنام

ا۔ ف معرفت مینجر الفضل قادیان

رشتہ مطلوب ہے

ایک نوجوان احمدی بعمر ۲۶ سال پیشہ زرگری کی شادی ایک غیر احمدی زرگر کی لڑکی سے ہوئی ہے۔ مگر جب سے شادی ہوئی ہے۔ بوجہ ناموافقت مذہبی سلوک خانہ داری نہیں ہوا۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی احمدی رشتہ مل جائے۔ ایک صرافی کی دکان ہے جو اچھی چلتی ہے۔ نیز احمد سے۔ اور ایک علیحدہ دکان زرگری بھی ہے۔ خود خدا کے فضل سے بہت اچھے ماہر فن ہیں۔ اپنے ہنر کے لحاظ سے کم از کم ۶۰ روپیہ ماہوار کما سکتے ہیں۔

سید محمد حسین معرفت دفتر مینجر الفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں

شاہ امان اللہ خاں کے بڑے بھائی سردار عنایت اللہ خاں کو گذشتہ پیر کے روز تخت نشین کرایا گیا۔ اس انقلاب کی روئداد حسب ذیل ہے:

اتوار۔ ۱۳ جنوری۔ باغیوں نے بچہ سقہ کے زیر کمان کوہ دامان کی وادی کو شاہی فوج سے خالی کرا لیا۔ رات کے وقت باغیوں نے وادئ کابل میں داخل ہو کر موضع دل دیمک پر قبضہ کر لیا۔ جو کابل سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو شاہی فوج کا صدر مقام ہے۔ ان کے ہاتھ چند توپیں بھی آگئیں۔ اور شاہی فوج نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ پیر ۱۴ جنوری چھینی ہوئی توپوں کو لے کر باغیوں نے ۔۔۔ کی طرف پیش قدمی کی۔ یہاں سے شہر پر مار ہو سکتی تھی۔ ظہر کے وقت شاہ امان اللہ خاں اپنے بھائی کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ سہ پہر کے تین بجے سردار عنایت اللہ خاں کے سر پر تاج رکھا گیا۔ دست برداری کے بعد آپ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر ملکہ ثریا کے پاس قندھار چلے گئے۔ سہ شنبہ کو پشاور میں اس مضمون کی موثق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شاہ امان اللہ خاں کے چلے جانے کے بعد بغاوت فرو نہیں ہوئی۔ جنگ ۔۔۔ تیز ہوتی گئی۔ اور پیر اور منگل کی درمیانی رات کو سخت لڑائی ہوئی۔ باغیوں نے کابل پر قبضہ کر لینے کی دھمکی دی۔ اگرچہ برطانی سفارت خانہ کے آس پاس کئی ایک شدید ضربات بھی ہوئے۔ تاہم سب کے سب خیریت سے ہیں۔ ہندوستانی برطانوی رعایا کے افراد بھی شامل ہیں۔ بال بال محفوظ ہے:

اخبار سول ملٹری گزٹ کو چہارشنبہ کے روز پشاور سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شہر کابل کا وہ حصہ جس میں جدید بادشاہ عنایت اللہ ۔۔۔ کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ آج کل مقیم ہیں۔ باغی رہنما بچہ سقہ کے ہمراہیوں کی شدید گولہ باری کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ شہر پر باغیوں کا قبضہ بہت جلد ہو جائے گا۔ جب سے جدید بادشاہ تخت نشین ہوا ہے۔ سخت جنگ شروع ہے۔ اور بچہ سقہ کو متواتر کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔ ہوائی جہازوں کا اڈا تمام ہوائی جہاز اور ان کا سامان باغیوں کے ہاتھ آگیا ہے۔ اور بچہ سقہ اب شہر کے اس قدر قریب پہنچ گیا ہے۔ کہ اس کے تمام افغانستان کا مالک بن جانے میں زیادہ دیر نہیں۔ باخبر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ کابل میں قبضہ ہو جانے کے بعد بچہ سقہ کے بادشاہ بن جانے کا احتمال ہے۔ اس طرح بادشاہ عنایت اللہ چند روز تک اگر فرار نہ ہو گئے۔ تو بچہ سقہ کے رحم پر رہ جائیں گے۔ بعد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ شاہ عنایت اللہ خاں قلعہ میں محصور ہو گئے ہیں۔ جس کا باغیوں نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ باغی شہر کابل میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ کابلیوں سے کوئی تعرض نہیں کرتے۔ صرف شاہی خاندان کے در پے آزار ہیں۔ کابل کا بے تار برقی سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یا تو آلات توڑ دئے گئے ہیں۔ یا گولہ باری کا نشانہ بن گئے ہیں۔ یا بچہ سقہ کے قبضہ میں آگئے ہیں۔ برطانی سفارت خانہ حلقۂ جنگ کے درمیان واقع ہے۔ اور شہر سے اس کا تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک اسے کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ اس کے متعلق باغیوں کا رویہ دوستانہ ہے۔ سر ہمفریس وزیر برطانیہ سفارت خانہ کے پرائیویٹ آلات بے تار برقی کے ذریعہ بیرونی دنیا سے نامہ و پیغام کر سکتے ہیں:

جدید دہلی۔ ۱۷ جنوری۔ امان اللہ خاں قندھار میں پہنچ گئے ہیں۔ اور قندھار کی افغانی رعایا نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ قندھار اور غزنی دونوں آپ کی حمایت پر آمادہ ہیں۔ وہ اطلاع بے معنی نہیں کہ اگرچہ کابل میں آپ نے تخت سے دست برداری اختیار کر لی ہے۔ لیکن قندھار میں آپ نے شاہی پرچم بلند کر دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ اب بھی اپنی سلطنت کے ایک حصہ پر حکمراں ہیں:

جدید دہلی۔ ۱۵ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ والیان ریاست کی کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۰ فروری کو بمقام دہلی منعقد ہوگا۔ اور ۱۶ تاریخ تک جاری رہے گا۔ افتتاح کانفرنس کے موقع پر ہز ایکسیلنسی وائسرائے تقریر کریں گے:

نئی دہلی۔ ۱۳ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے انگلستان رخصت پر روانہ ہونے سے قبل مسٹر گاندھی۔ پنڈت موتی لال۔ ڈاکٹر جیکر۔ مسٹر جناح اور دیگر اصحاب کو طلب کریں گے اور اصلاحات ہند کے سلسلہ میں ان کے نقطۂ خیال پر بحث کریں گے۔

دہلی۔ ۱۵ جنوری۔ آج وکلا کی انجمن کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں صوبہ دہلی کی تقسیم کی حمایت میں قرارداد منظور کی گئی۔ اور درخواست کی گئی کہ قسمت ہائے انبالہ میرٹھ آگرہ اور روہیلکھنڈ کو صوبہ مذکور میں شامل کر کے اس کی توسیع کی جائے

کراچی۔ ۱۶ جنوری۔ روئی کے ایک کارخانہ میں آتش زدگی کی وجہ سے تخمیناً بیس ہزار کا نقصان واقع ہوا سو دو ہزار گٹھے نذر آتش ہو گئے۔ اور آگ بجھانے کے دو انجنوں سے بمشکل تمام آگ بجھائی گئی۔ آٹھ روز کے اندر کراچی میں چھ مختلف مقامات پر آتشزدگی کے حادثات واقع ہو چکے ہیں:

لکھنؤ۔ ۱۲ جنوری۔ آج میونسپل بورڈ لکھنؤ کے انتخابات کے نتیجہ کا اعلان کیا گیا۔ مسز شانتی دیوی ممتاز تمام ووٹوں کا ۔۔۔ حصہ حاصل کر کے رکن منتخب ہو گئیں۔ یہ لکھنؤ کی پہلی رکن خاتون ہیں

نئی دہلی ۱۷ جنوری۔ سال نو کے التوائے اعزازات کے باعث ۲ فروری جو اس غرض کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ اس کو وائسرائے نے منسوخ کر دیا ہے:

کلکتہ۔ ۱۵ جنوری۔ شریمتی سیلا سوتا دیوی بیوہ بابو برادا کا موہن رائے نے کلکتہ یونیورسٹی کو بشکل گورنمنٹ پرامیسری نوٹ ڈیڑھ لاکھ روپے اس غرض سے عطا کئے ہیں۔ کہ اس سے نادار مستحق بنگالی برہمن طلباء کو جو حرفتی تعلیم کی تکمیل کرنا چاہیں وظیفے دئے جائیں:

لاہور۔ ۱۵ جنوری۔ سابق نوجیوں کی حالت غیر مبدل ہے۔ وہ ابھی تک سڑک پر ڈیرے ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں:

غیر ممالک کی خبریں

لندن۔ ۱۳ جنوری۔ شاہی ہوا باز کمپنی نے انگلستان سے کراچی تک ۵ ہزار میل طویل سرکاری ہوائی ڈاک کے راستہ کا اپریل میں افتتاح کرنے کے جملہ انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ یہ راستہ کلکتہ تک وسیع کیا جائیگا۔ اور کو ہاں سے آسٹریلیا اور سنگاپور کو لے جایا جائیگا۔ اور کیپ ٹاؤن سے اس کی ایک شاخ قاہرہ کی بڑی لائن سے ملا دی جائے گی:

سٹاک ہالم۔ ۱۴ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ شہزادی ارتھا جو شاہ سویڈن کی بھتیجی ہے۔ ولیعہد ناروے شہزادہ اولو کی منگنی ہو گئی ہے۔

لندن۔ ۱۵ جنوری۔ آج دوپہر کو سرکاری طور پر بیان کیا گیا۔ کہ ملک معظم بتدریج صحت یاب ہو رہے ہیں:

لندن۔ ۱۴ جنوری۔ چونکہ صوبجات سے انفلوئنزا کی وبا پھیلنے کا امکان ہے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر پبلک میں ایک سانس لینے کا مقام بنایا گیا ہے۔ جہاں ہر شخص تین پنس ادا کر کے ایک چکر لگانے والے پیپہ کی ہوا جو ادویات سے مرکب ہے میں سانس لے سکتا ہے۔ یہ علاج نہیں۔ بلکہ حفاظتی تدبیر ہے۔

لندن۔ ۱۵ جنوری۔ وائنا کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ وہاں ایک گیس کی نالی پھٹ گئی۔ جس سے ایک کاریگر شدید مجروح ہوا۔ گیس نے شعلوں کے ذریعہ مکانوں کو آگ لگا دی۔ برلن سے ایک بحری برقی پیام آیا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہاں بھی گیس کی نالی پھٹنے سے متعدد حادثات رونما ہوئے۔ اور ایک بازار میں گیس ایک سو فٹ بلندی تک چھا گئی۔ سخت ہوا چلنے کی وجہ سے اکثر نالیوں کے پانی سے فوارے چلنے لگے:

ٹرامو (ناروے) ۵ جنوری۔ یہاں تین جرمن جہاز پہنچے ہیں۔ اور یہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ برطانوی جہاز ٹامس نارٹی بحر شمالی میں طوفان آنے سے غرق ہو گیا۔ اور اس کے ۱۶ جہاز ران بھی غرق ہو گئے:

برلن۔ ۱۴ جنوری۔ تجارسٹ کے ایک پیغام سے پایا جاتا ہے۔ کہ پرسنیلا ریلوے اسٹیشن پر دو ریل گاڑیوں میں تصادم ہو جانے سے ۱۴ مسافر ہلاک اور ۴۰ شدید مجروح ہوئے۔ ڈاک کی گاڑی اور متعدد دوسری گاڑیاں ٹوٹ گئیں۔ اور ان کو آگ لگ گئی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک گاڑی کا ڈرائیور شراب پئے ہوئے تھا:

ہانگ کانگ۔ ۱۶ جنوری۔ ایک چینی جہاز کے غرق ہونے سے اندیشہ ہو رہا ہے۔ کہ ۴۵ آدمی ہلاک ہو گئے ہونگے ان لوگوں میں ڈنمارک کے رہنے والے کپتان اور دو برطانوی انجنیئر بھی شامل ہیں:

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)